آپؐ کے اور محامد بیان کرنے کے بعد شاعر ان معجزات کی طرف اشارہ کرتا ہے، جو آپؐ کی طرف عام طور سے منسوب ہیں، وہ کہتا ہے :۔ آپ کی ولادت پر خسروائے ایران کا ایوانِ حکومت پھٹ گیا۔ ایران کی متبرک آگ بجھ گئی اور دریائے سادہ کا پانی خشک ہو گیا۔ آپؐ نے ہاتھ میں لے کر کنکریاں پھینکیں تو دشمن مغلوب ہو گیا۔ درخت بغیر قدموں کے آپؐ کے بلانے پر چلتے ہوئے آپؐ کے پاس آئے، آپؐ نے چاند کے دو ٹکڑے کر دیئے۔ اس طرح بچپن میں آپؐ کا سینہ شق ہوا۔ جب آپؐ مدینہ کی طرف ہجرت کے لیے نکلے اور غارِ ثور میں پناہ لی تو غار کے منہ پر مکڑی نے جالا بُن دیا اور اس میں کبوتر نے انڈے دے دیے۔

ان معجزات نبوی کی طرف اشارات کرنے کے بعد شاعر اس امر کا بھی اثبات کرتا ہے کہ آپؐ کا سب سے بڑا معجزہ قرآن مجید ہے۔ کہتا ہے :۔ آیات قرآنی کو دوام نصیب ہوا اس لیے وہ تمام انبیاء کے معجزوں پر فوقیت لے گئیں کیونکہ ان کے معجزے آئے ظاہر ہوئے مگر انھیں دوام نہ ملا۔

ان دونوں قصیدوں کا اردو ترجمہ پروفیسر علی محسن صدیقی نے کیا ہے۔ دونوں کے شروع میں مبسوط مقدمے ہیں۔ جن میں دونوں شاعروں کے حالات زندگی اور ان کے ادبی و شاعرانہ مقام پر بحث ہے اردو ترجمے کے ساتھ الفاظ کی تشریح بھی ہے۔ شارح نے اس سے پہلے ان قصیدوں کی جو شرحیں کی گئی ہیں، ان سے پورا فائدہ اٹھایا ہے اور خود بھی تحقیق کی ہے ترجمہ و تشریح ہر لحاظ سے کافی و وافی ہیں اور مقدموں میں پوری معلومات بہم پہنچائی گئی ہیں شرح قصیدہ بانت سعاد غیر مجلد ہے، صفحات ۱۴۴، قیمت سوا دو روپے۔ شرح قصیدہ بردہ مجلد ہے صفحات ۱۷۶ قیمت پونے چار روپے کتابت و طباعت اچھی ہے۔

ناشر:۔ مکتبہ اسحاقیہ۔ پھول چوک جونا مارکیٹ کراچی ۲

مولانا عبدالرحیم پوپلزئی

پشاور میں علماء کا ایک مشہور خاندان پوپلزئی ہے جس کے بعض افراد اب بھی اس شہر میں اپنا ایک ممتاز علمی و دینی مقام رکھتے ہیں۔ مولانا عبدالرحیم اسی خاندان میں ۱۸۸۰ء میں پیدا ہوئے آپ نے ابتدائی تعلیم اپنے والد بزرگوار سے جو ایک جیّد عالم تھے حاصل کی۔ اس کے بعد رام پور، مینڈو اور دہلی

سے اساتذہ سے اکتساب کیا۔ پھر وہ دارالعلوم تشریف لے گئے اور مولانا محمود حسن شیخ الہند کے سامنے زانوئے تلمذ تہ کیا۔ حضرت شیخ الہند سے مولانا عبدالرحیم کو خصوصی عقیدت ہو گئی اور وہ ان کی سیاسی سرگرمیوں میں عملی حصہ لینے لگے۔

دارالعلوم دیوبند سے فارغ ہونے کے بعد مولانا عبدالرحیم نے پشاور واپس آکر درس و تدریس کا سلسلہ شروع کیا یہ ۱۹۱۲ء کا زمانہ تھا، ۱۹۱۴ء میں پہلی جنگ عظیم کا آغاز ہوا۔ ترکوں کی عثمانی خلافت سے مسلمانان برعظیم کے دلوں میں بڑی محبت تھی اور ان دنوں اس کے حق میں مسلمانوں میں بڑا زبردست پروپیگنڈا ہو چکا تھا۔ اب جو پہلی جنگ عظیم شروع ہوئی اور برطانیہ نے ترکوں کے خلاف اعلانِ جنگ کر دیا تو برعظیم کے مسلمانوں میں برطانیہ کے خلاف نفرت و عداوت کے جذبات بھڑک اٹھے۔ چنانچہ جیسے ہی جنگ ختم ہوئی تحریک خلافت اور تحریک ترکِ موالات میں لاکھوں مسلمان شریک ہوئے اور پہلی دفعہ اس ملک میں عوامی سطح پر سامراج دشمن جدوجہد کی طرح پڑی، جس میں علماء بھی پیش پیش تھے۔ مولانا عبدالرحیم نے بھی ان تحریکوں میں حصّہ لیا۔

خلافت تحریک کی ناکامی اور تحریک ترکِ موالات کے سرد پڑ جانے کے بعد مسلمانوں کے سیاسی حلقے دو حصوں میں بٹ گئے ایک حصہ اعتدال پسند سیاست کی طرف آگیا، دوسرا حصہ انتہا پسند تحریکوں کا ساتھ دینے لگا۔ مولانا عبدالرحیم کا تعلق دوسرے حصے سے تھا۔ اس سلسلے میں انھوں نے ضلع پشاور اور ضلع ہزارہ کی کسان تحریکوں کی رہنمائی کی اور اس بنا پر کانگرسی حکومت نے انھیں جیل بھی بھیج دیا مولانا کا ۱۹۴۴ء میں انتقال ہوا۔

زیرنظر کتاب مولانا عبدالرحیم کے ایک شاگرد جناب عمر فاروق خان نے لکھی ہے موصوف نے مولانا سے فیضِ علم بھی حاصل کیا اور فیض سیاست بھی۔ اور ان کے ساتھ کسان تحریک میں بھی حصہ لیا وہ خود ایک ایسے صاحب ہیں جن کا سارا ماحول دینی تھا انھوں نے دینی علوم بھی پڑھے۔ بعد میں وہ کسان مزدور تحریکوں میں شامل ہوئے اور کافی حد تک مارکسی لٹریچر پڑھا اور اس کے اثرات قبول کیے۔ اس کے باوجود وہ اسلام کے عقائد و احکام سے برابر وابستہ رہے۔

جناب عمر فاروق خان نے جو اس کتاب کے مصنف ہیں اپنے اس ذہنی پس منظر میں مولانا عبدالرحیم کی شخصیت کو سمجھنے اور اسے پیش کرنے کی کوشش کی ہے۔ اس میں موصوف کو سب سے

زیادہ مدد عقیدۂ وحدت الوجود سے ملی ہے۔ اس عقیدے سے اپنے زمانے میں صوفیہ نے بڑا کام لیا اور اس کے وسیع دائرے کے اندر وہ سب تضادات ہم آہنگ کر دیئے جن سے مختلف فرقے وابستہ تھے۔ سب کثرتیں ایک وحدت میں منتہی ہوتی ہیں اور تمام اختلافات کے اندر ایک وحدت ہے یہ ہے مجملاً عقیدۂ وحدت الوجود کا لب لباب۔ عمر فاروق صاحب نے اسی کو اساس بنا کر مولانا کی تعلیمات و افکار کو سوشلزم (کمیونزم نہیں) سے ہم آہنگ کرنے کی کوشش کی ہے۔

یہاں ہمیں سوشلزم کے عملی و معاشی پہلوؤں سے بحث نہیں۔ سوال صرف یہ ہے کہ اسلام اور ملتِ اسلامی سے وابستگی کی بنیادی شرط یہ ہے کہ ایک مسلمان کے عقیدہ اور اس کے نتیجے میں پیدا ہونے والے عمل کا محرک اور خلّاق مصدر و منبع کیا ہے۔ اگر وہ قرآن مجید اور رسول اکرم علیہ الصلوٰۃ والسلام کی ذاتِ اقدس ہے تو اس کی اسلام اور ملتِ اسلامیہ سے وابستگی حقیقی ہے، ورنہ نہیں، وحدت الوجود کے تحت عمر فاروق صاحب نے اسلامی اصول و مبادی کی جس طرح تعبیر کی ہے اس سے ایک مسلمان کی یہ وابستگی قائم رہتی ہے یا نہیں، اصل سوال یہ ہے۔

ناشر: سندھ ساگر اکیڈمی۔ بیرون لوہاری دروازہ۔ لاہور قیمت 50. ۱ روپیہ

معارف حدیث

اردو ترجمہ

معرفۃ علوم الحدیث

مولانا شاہ محمد جعفر پھلواری

"معرفۃ علوم الحدیث" فنِ حدیث میں ایک بڑی گراں قدر تصنیف تسلیم کی گئی ہے۔ اس کے مصنف امام ابوعبداللہ الحاکم نیشاپوری (۳۲۱ھ - ۴۰۵ھ) ہیں، اس میں احادیث کی قسمیں، راویانِ احادیث کے مراتب اور ان کے حالات، نیز اس سلسلے کی دوسری معلومات سب آگئی ہیں۔ اس کتاب سے فنِ حدیث کا کوئی طالب علم بے نیاز نہیں ہو سکتا۔ ترجمہ بڑا شگفتہ اور رواں ہے۔ صفحات 388 قیمت 9.00

ملنے کا پتہ: ادارۂ ثقافتِ اسلامیہ کلب روڈ لاہور